60358 - بیس روز کے لیے سفر کیا اور نماز قصر کرتے رہے تو کیا ان پر قضاء لازم آتی ہے ؟

سوال

گرمیوں کی چھٹیوں میں ہم بیس روز کے لیے سیروسیاحت کی غرض سے گئے اور اس مدت میں ہم نماز قصر کرتے رہے، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی تفریح کے سفر اور چھ ماہ کی مدت میں بھی قصر کرتے رہے ہیں، کیا یہ کلام صحیح ہے ؟ اور کیا ہمارے ذمہ گزشتہ ایام کی قضاء ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

جمہور علماء کا مسلك ہے کہ مسافر جس علاقے میں گیا ہے وہاں پر جب تك چار یا اس سے زیادہ روز اقامت کی نیت نہیں کرتا اس وقت تك اس کے لیے سفر کی رخصت پر عمل کرنا جائز ہے، چاہے وہ سفر علاج کے لیے ہو یا ملازمت اور کام کاج کے لیے، یا پھر سیروتفریح وغیرہ کے لیے.

آپ سوال نمبر (21091) کے جواب کا بھی مطالعہ کریں.

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" امام احمد رحمہ اللہ تعالی سے مشہور یہی ہے کہ وہ مدت جس میں اقامت کی نیت سے نماز پوری ادا کرنا لازم ہے وہ اکیس نمازوں سے زیادہ ہے.

اور ان سے یہ بھی مروی ہے کہ: جب مسافر چار یوم کی اقامت کی نیت کرے تو نماز پوری ادا کرے گا، اور اگر اس سے کم کی نیت کرتا ہے قصر کرے گا، امام مالك اور شافعی رحمہما اللہ کا قول یہی ہے" انتہی

المغنی ابن قدامہ (2 / 65).

مستقل فتاوی کمیٹی کے فتاوی جات میں ہے:

" اصل یہ ہے کہ بالفعل مسافر کے لیے چار رکعتی نماز قصر کرنے کی رخصت ہے؛ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا

فرمان ہے:

اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر نماز قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں الآیۃ

اور اس لیے کہ یعلی بن امیہ رحمہ اللہ کا قول ہے: وہ کہتے ہیں میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہما کو کہا:

تم پر نماز قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں، اگر تمہیں خدشہ ہو کہ کافر تمہیں فتنہ میں ڈال دینگے.

تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے:

میں نے اسی چیز سے تعجب کیا جس سے تم تعجب کر رہے ہو، اور رسول میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا:

" یہ صدقہ ہے جو اللہ تعالی نے تم پر صدقہ کیا ہے، چنانچہ تم اللہ تعالی کا صدقہ قبول کرو "

اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے.

اور مسافر بالفعل جو چار دن اور راتیں یا اس سے کم اقامت اختیار کرے اس کے حکم میں معتبر ہو گا، کیونکہ حدیث میں ثابت ہے کہ:

جابر اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہم بیان کرتے ہیں کہ:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر چار ذوالحجہ کی صبح مکہ پہنچے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار، پانچ، چھ اور سات کی اقامت اختیار کی اور آٹھ کی فجر نماز ابطح میں ادا کی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان ایام میں نماز قصر کرتے رہے"

اور انہوں نے اقامت کی نیت کر رکھی تھی جیسا کہ معلوم ہے، چنانچہ جو شخص بھی مسافر ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقامت جتنی مدت کی اقامت اختیار کرنے کی نیت کرے یا اس سے کم تو وہ نماز قصر کرے گا، اور جس نے اس سے زیادہ اقامت کی نیت کی وہ نماز پوری ادا کرے گا کیونکہ وہ مسافر کے حکم میں نہیں.

لیکن جو شخص اپنے سفر میں چار یوم سے زیادہ ایام کی اقامت اختیار کرے اور اس نے اقامت کی نیت نہ کی ہو، بلکہ اس کا عزم اور ارادہ ہو کہ جب اس کی حاجت اور ضرورت پوری ہو گئی وہ واپس پلٹ جائیگا؛ مثلا جو شخص میدان جہاد میں ہو، یا پھر حکمران یا بیماری وغیرہ نے اسے روک لیا ہو، یا سامان تجارت کی فروخت نے روک رکھا ہو، تو یہ شخص مسافر شمار ہو گا، اور اسے چار رکعتی نماز قصر کرنے کا حق ہے، چاہے مدت کتنی بھی لمبی ہو

جائے.

کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر انیس روز تك نماز قصر کرتے رہے، اور غزوہ تبوك کے موقع پر نصاری سے جہاد کے لیے بیس روز تك رہے، اور صحابہ کرام کو قصر نماز پڑھاتے رہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رہنے اور اقامت کی نیت نہیں کی تھی، بلکہ سفر کی نیت پر تھے کہ جب اپنی ضرورت پوری کر لیں گے واپس پلٹ جائینگے " انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (8 / 109).

دوم:

جیسا کہ سوال میں بیان کیا گیا ہے کہ صحابہ کرام چھ ماہ تك تفریح کے لیے نکلتے، ایسا بالکل نہیں صحابہ کرام کبھی بھی چھ ماہ تك تفریح کے لیے نہیں نکلے، لیکن صحابہ کرام کا سفر تو جہاد اور طلب علم اور رزق حلال کے حصول کے لیے ہوتا تھا، یا دوسری دینی اور دنیاوی مصلحتوں کی خاطر، ان میں ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما شامل ہیں جو آذربائجان میں چھ ماہ تك رہے، کیونکہ ان کے راستے میں برف حائل تھی اس صورت میں وہ نماز قصر کرتے رہے.

سوم:

سفر کے شبہ والی مدت میں آپ نے جو نمازیں قصر کی ہیں آپ کے ذمہ ان کی قضاء نہیں.

مستقل فتوی کمیٹی سے درج ذیل سوال کیا گیا:

سعودیہ کی جانب سے جرمنی میں ایك شخص کو سفارت خانہ میں مبعوث کیا گیا جو تقریبا ڈیڑھ برس سے نماز قصر کرتا رہا ہے اس کا حکم کیا ہے ؟

تو کمیٹی کا جواب تھا:

" سفر کے شبہ کی بنا پر آپ پر قصر کر کے یا پھر وقت سے مؤخر کر کے ادا کردہ نمازوں کی قضاء نہیں، یا جو نمازیں آپ نے جمع کی ہیں ان کی قضاء نہیں ہے.

لیکن مستقبل میں آئندہ آپ پر چار رکعتی نماز میں چار رکعت اور ہر نماز اس کے وقت میں ادا کرنا واجب ہے؛ کیونکہ آپ کے لیے سفر کا حکم نہیں اس کا سبب یہ ہے کہ آپ نے اقامت کا عزم کر رکھا ہے جو قصر وغیرہ کرنے میں مانع ہے، وہ یہ کہ چار یوم سے زیادہ اقامت کا عزم کیا جائے تو قصر نہیں ہو سکتی.

آپ کو چاہیے کہ اگر میسر ہو تو نماز باجماعت ادا کریں، اور اکیلے نماز نہ ادا کریں " انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (8 / 155).

واللہ اعلم .